© rasailojaraid.com

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ نگار: سید کفیل بخاری

※ **مولانا مفتی محمود (حیات و خدمات) مؤلف: نعیم آسی**

ضخامت: ۲۷۱ صفحات، قیمت =/۱۴۰ روپے سن اشاعت: نومبر ۱۹۹۶ء

ناشر: المحمود اکیڈمی، عزیز مارکیٹ، اردو بازار لاہور

قیام پاکستان کے بعد جمعیت علماء ہند کے فکر سے وابستہ علماء نے اپنے منتشر قافلہ کی شیرازہ بندی کی تو جمعیت علماء اسلام معرض وجود میں آئی۔ مجلس احرار اسلام کی طرح جمعیت علماء ہند بھی تقسیم برصغیر کے مسلم لیگی نعرہ کی مخالف تھی اور جمعیت ہی سے وابستہ علماء کا ایک طبقہ مسلم لیگ کے مؤقف کا حامی تھا جس کے سرخیل مولانا شبیر احمد عثمانی تھے۔ تحریک پاکستان سے ان کی مخلصانہ وابستگی کی ایک ہی دلیل سب دلیلوں پر بھاری ہے کہ انہوں نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی سے "قرار داد مقاصد" منظور کرائی اور پاکستان کی نظریاتی و فکری حیثیت دستوری طور پر متعین کرائی۔ مگر مسلم لیگ کی بے دین قیادت کو اس سے بڑی تکلیف پہنچی۔ انہوں نے علماء کو سیاسی منظر سے ہٹانے کی سازش کی۔ مولانا عثمانی اس سازش کو بھانپ گئے۔ انہوں نے جمعیت علماء اسلام کے احیاء کی کوشش کی مگر "مدنی، تھانوی" چپقلش آڑے آئی اور انہیں ناکامی ہوئی۔ پھر دسمبر ۱۹۵۲ء میں ملتان میں علماء کے ایک اجلاس میں جمعیت کا احیاء ہوا مولانا احمد علی لاہوری صدر اور مولانا احتشام الحق تھانوی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ تب مولانا غلام غوث ہزاروی مرحوم مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب صدر تھے۔ ۵۲ء میں مجلس احرار اسلام نے تحریک تحفظ ختم نبوت برپا کر دی اور تقریباً تین سال تک علماء اسی تحریک کے زیر اثر رہے۔ تحریک کے بادل چھٹے تو مولانا احتشام الحق تھانوی جمعیت سے الگ ہوگئے۔ آخر ۱۹۵۶ء میں دوبارہ ملتان میں علماء کے ایک کنونشن میں جمعیت کا احیاء ہوا۔ مولانا احمد علی لاہوری صدر اور مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں مولانا احمد علی رحلت فرما گئے اور جمعیت کی قیادت کلی طور پر مولانا غلام غوث ہزاروی کے ہاتھ آ گئی۔ مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث رحمہم اللہ نے مل کر جمعیت کو پاکستانی سیاست میں فعال کیا۔ مولانا ہزاروی عقیدہ کی بنیاد پر بانی جماعت اسلامی سید مودودی کے افکار و خیالات کے زبردست مخالف تھے اور مفتی صاحب سیاست میں توسع کے قائل تھے۔ مولانا ہزاروی سے مفتی صاحب کی نبھ نہ سکی اور یوں ۱۷ سالہ سیاسی رفاقت سید مودودی اور ان کی جماعت پر مولانا ہزاروی کی تنقید کی بھینٹ چڑھ گئی۔ مفتی محمود مرحوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے حامیوں نے مولانا ہزاروی کو دفتر جمعیت رنگ محل لاہور کی سیڑھیوں سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا اور پھر جمعیت دو واضح گروپوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی اور آج تک تقسیم کے عمل سے دو چار ہے۔ یقیناً یہ مولانا ہزاروی جیسے مردِ حق پرست اور درویش سے بد تمیزی کی سزا ہے۔ مولانا ہزاروی اور مفتی محمود ۱۹۷۰ء کی قومی اسمبلی میں اکٹھے پہنچے مگر ۱۹۷۳ء میں دونوں اپنے اپنے گروپوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ لیکن مفتی صاحب مولانا ہزاروی کو سیاسی میدان میں شکست دینے میں کامیاب ہو کر آگے نکل گئے۔

مفتی محمود مرحوم نے سیاست میں بڑا نام کمایا۔ وہ ۱۹۷۷ء میں قائد حزب اختلاف تھے اور قومی اتحاد کے صدر بھی۔ انہی کی قیادت میں "نام نہاد تحریک نظام مصطفیٰ" بھی چلی۔ مفتی محمود مرحوم نے پاکستان میں مذہبی جماعتوں کی سیاست کے حوالے سے جو کردار ادا کیا وہ یقیناً نیک نیتی پر مبنی تھا مگر بے دین جماعتوں سے سیاسی اتحادوں نے جمعیت علماء اسلام اور دیگر مذہبی جماعتوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ وہ جس جمہوری نظام کو سیاسی مجبوری سمجھ کر، اسی نظام میں نقب لگا کر اور اسی نظام کے تحت قائم اسمبلیوں کے ذریعے نفاذ اسلام کی کوششوں میں مصروف رہے اسی اسمبلی سے سیکولر اور بے دین سیاسی جماعت نے انہیں اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ آج ان اسمبلیوں میں بے دین طاقتور ہیں اور اسلام کے علمبردار "بیگانی شادی کے دولہا"، بے دین سیاست دانوں کے ڈھنڈورچی، دست نگر اور محتاج محض ہیں۔ اگر مفتی صاحب کے سیاسی تجربوں کو ہی سامنے رکھ کر علماء سیاسیین مستقبل کے لئے کوئی لائحہ عمل متعین کرتے تو آج یقیناً صورت حال مختلف ہوتی ۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمعیت علماء اسلام نے مرکز اور صوبہ سرحد و بلوچستان میں جو کامیابی حاصل کی تھی آج اتنی ہی زیادہ ناکامیوں سے دوچار ہے۔ اس ۲۶ سالہ سیاسی سفر میں اکابر جمعیت نے کتنی کامیابیاں حاصل کیں اور کتنی ناکامیوں کا منہ دیکھا اور اب کہاں کھڑے ہیں؟ یہ "اہل حق" کے نمائندوں کے لئے ایک اہم سوال ہے اور اس کا جواب بھی ان کے ذمہ ہے۔ فی الجملہ جمعیت علماء اسلام پاکستانی سیاست میں مسلک دیوبند کی تباہی اور انتشار و افتراق کا سبب بنی۔

کتاب ۲۰ ابواب پر مشتمل ہے۔ اور یہ واحد کتاب ہے جو مفتی محمود مرحوم کی زندگی پر بھرپور معلومات فراہم کرتی ہے۔ المحمود اکیڈمی نے باتصویر ٹائٹل اور معیاری طباعت کے ساتھ اسے شائع کیا ہے۔ مواد کے اعتبار سے بھرپور کتاب ہے اور لائق مطالعہ ہے

❋ **خطبات و مقالات مولانا عبید اللہ سندھی، مرتبہ: پروفیسر محمد سرور**

ضخامت: ۲۸۷ صفحات، قیمت: ۹۰ روپے

ناشر: سندھ ساگر اکادمی، ۲۱ عزیز مارکیٹ دوسری منزل اردو بازار لاہور۔

امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کا وجود اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھا۔ وہ سکھ مذہب ترک کر کے اسلام کے دامنِ رحمت میں آئے تھے اور انہوں نے شعوری طور پر اسلام قبول کیا تھا۔ یہی

© rasailojaraid.com